نماز میں رفع یدین کے جائز نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

# قریۃ العینین

بتحقیق

# رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ



اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ هَدَانَا طُرُقَ الْإِسْلَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَلَّغَ اِلَیْنَا جَمِیْعَ الْاَحْکَامِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْبَرَرَۃِ الْکِرَامِ۔ اما بعد احقر العباد اذل الافراد المدعی رحمہ ربہ الصمد

عاصی محمد مشتاق احمد' برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک سچے دوست نے متعدد مرتبہ بطور طنزیہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں' سب تارکین سنت ہیں' اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے' چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف حنفیوں ہی کی نسبت نہیں ہوتی تھی جو فرقۂ ناجیہ اہل السنت والجماعت میں یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ثلث کے قریب ہیں' بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بد ظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہٰذا برائے دفع اتہام عن اکثرامتہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الف الف صلوۃ وسلام۔ جو احادیث صحاح ستہ وغیرہا سے رفع یدین نہ کرنے میں احقر کو معلوم ہیں' اس مختصر رسالہ میں جمع کرتا ہے۔

فَاَقُوْلُ وَبِہٖ اَسْتَعِیْنُ ابوداؤد میں ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمٍ یَعْنِی ابْنَ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ

صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً۔ (ابو داؤد، ص ۱۱۰ مطبع محمدی)

ترجمہ: "علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: کیا نہ پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا علقمہ نے، پھر عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونوں ہاتھ مگر ایک دفعہ"۔

## توثیق اسناد

**پہلے راوی** حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ، حَافِظٌ، شَھِیْرٌ اور منجملہ راویان صحیحین اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہیں۔

دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے ثِقَۃٌ، حَافِظٌ مِنْ کِبَارِ التَّاسِعَۃِ، تقریب صفحہ ۲۷۱، اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہیں۔

تیسرے راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے ثِقَۃٌ حَافِظٌ، فَقِیْہٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ حُجَّۃٌ، مِنْ رُؤُسِ الطَّبَقَۃِ السَّابِعَۃِ ولس اور یہ بھی مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چوتھے راوی عاصم بن کلیب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے، ثِقَۃٌ مِنَ الثَّالِثَۃِ اور یہ مقبولین رواہ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چھٹے راوی علقمہ کی نسبت صفحہ ۱۸۲ میں ہے ثِقَۃٌ ثَبْتٌ فَقِیْہٌ عَابِدٌ مِنَ الثَّانِیَۃِ اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ میں موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داؤد کے چھ راوی (جو واسطہ ہیں مابین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہیں کہ روایت کیا ان کے واسطہ سے امام بخاری، امام مسلم نے اور دیگر صحاح والوں نے، لہٰذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث صحیحین کے، اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کہنا باطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً، امام



بخاری نے روایت کو لیا، تو لامحالہ وہ رجال مقبولہ بخاری میں معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ! تائید ہو گئی اسناد مذکور کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری سطر میں ابوداؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کا لفظ اس واسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے، مگر تائید سے خالی نہیں۔ وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ نَا مُعَاوِیَۃُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَّ اَبُوْ حُذَیْفَۃَ قَالُوْا نَا سُفْیَانُ بِاِسْنَادِہٖ بِھٰذَا قَالَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ وَقَالَ بَعْضُھُمْ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً (ابوداؤد)

اور اسی اسناد کے ساتھ روایت "ترمذی شریف" میں موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

ثنا ھَنَّادٌ نَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ ("ترمذی شریف" صفحہ ۳۵، مطبع مجتبائی)

اس حدیث کی اسناد میں ھناد راوی زیادہ ہے۔ باقی رواۃ وہی ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ ھناد کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۳۶۷ میں (ثِقَۃٌ مِنَ الْعَاشِرَۃِ) لکھا ہے اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا، اس کو نسائی میں، لفظ اس کے یہ ہیں:

نَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ الْمَرْوَزِیُّ نَا وَکِیْعٌ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً ("نسائی" صفحہ ۱۷۲، مطبع نظامی)

اس حدیث نسائی کے اسناد میں محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہیں۔ باقی رجال اسناد وہی ہیں جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابوداؤد کے باقی پانچوں کتب صحاح میں روایت لی گئی۔ لہٰذا حدیث نسائی موافق شرط صَحِیْحَیْن صحیح الاسناد ہوئی۔ اور محمود بن

غیلان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھا ہے: ثِقَةٌ مِّنَ الْعَاشِرَةِ اور مسند امام اعظم میں اس طرح روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ ("مسند امام اعظم" صفحہ ۲۰)

اس حدیث کے رواۃ میں ابراہیم علقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ میں روایت کی گئی ہے، مگر حماد بن سلیمان کی روایت "بخاری" میں نہیں، "مسلم شریف" میں موجود ہے۔ لہٰذا یہ سند موافق شرط مسلم، صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۶۴ میں ہے:

فَقِيْهٌ، صَدُوْقٌ لَهٗ اَوْهَامٌ رُمِيَ بِالْاِرْجَاءِ

اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً (رسالہ "کشف الرین عن مسئلہ رفع یدین" ص ۵)

اس سند کے تمام راوی صحیحین کے رواۃ میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ اسناد موافق صحیحین صحیح ہوئی۔

غرض اس حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کتب احادیث میں ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جن کے تمام راوی تین کتب یعنی "نسائی" و "ابوداؤد" و ابن ابی شیبہ میں، تو صحیحین کے راوی ہیں اور دو کتاب یعنی "مسند امام اعظم" اور "ترمذی شریف" میں بعض راوی صرف "صحیح مسلم" کے راوی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو "شرح معانی الآثار" میں امام طحاوی نے اور "مسند



دار قطنی" میں دار قطنی نے، مگر بوجہ دراز ہو جانے رسالہ کے ان دونوں کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ رَافِعِیْن کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سے منقول ہوئی) چند شبہ ہیں۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار اس حدیث کا عاصم بن کلیب پر ہے، اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابوداؤد وغیرہم نے۔

اول جواب، اس شبہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہیں اور توثیق کی ان کی یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور جب کہ امام مسلم نے التزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب میں تخریج نہ کروں گا۔ كَمَا فِيْ مُقَدَّمَةِ مُسْلِمٍ تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور تعلیقاً امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہیں ضعیف نہیں بتلایا۔ لہٰذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ ان چار آئمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہیں۔ "تذکرۃ القاری" میں ہے:

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ بْنِ شِعْبَانَ بْنِ الْمَجْنُوْنِ الْجَرْمِيُّ صَدُوْقٌ وَثَّقَهٗ يَحْيَى بْنُ مُعِيْنٍ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ وَعَلَّقَ لَهُ الْبُخَارِيُّ۔ ("کشف الرین" ص ۹)

دوسرا جواب، یہ ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود اور طریق سے مروی ہے، سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً مسند امام اعظم میں حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دار قطنی میں حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے، لہٰذا مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گزر چکا، امام ترمذی کہتے ہیں:

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا' اور سوائے اس کے بعض دیگر روایات کے اسناد میں عاصم واقع ہیں۔ (کَمَا فِیْ بَابِ کَیْفَ الْجُلُوْسُ لِلتَّشَهُّدِ) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقر ہیں' گو سند ان کی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ "فوائد مجموعہ" میں قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَ التِّرْمِذِیْ وَ حَسَّنَهٗ وَ ابْنُ حَزْمٍ وَ صَحَّحَهٗ (انتھی) یہ نقل کر کے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علی ہذا القیاس دار قطنی و ابن قطان وغیرہما نے اس اسناد عاصم کو صحیح بتلایا ہے۔ "تخریج زیلعی" میں لکھا ہے:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ فِیْ کِتَابِهٖ اَلْوَهْمُ وَالْاِیْهَامُ ذَکَرَ التِّرْمِذِیْ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ اَنَّهٗ قَالَ حَدِیْثُ وَکِیْعٍ لَا یَصِحُّ وَالَّذِیْ عِنْدِیْ اَنَّهٗ صَحِیْحٌ وَ اِنَّمَا اُنْکِرَ بِهٖ عَلٰی وَکِیْعٍ زِیَادَةُ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَ کَذٰلِکَ قَالَ الدَّارَقُطْنِیْ اَنَّهٗ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ اِلَّا هٰذِهٖ لِلَّفْظَةِ وَ کَذَالِکَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ وَ غَیْرُهٗ اِنْتَهٰی۔

اور ابن حجر تلخیص زیلعی میں لکھتے ہیں:

وَ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانَ هُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ اِلَّا قَوْلَهٗ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ وَ کَذَا قَالَ الدَّارَقُطْنِیْ اَنَّهٗ صَحِیْحٌ اِلَّا هٰذِهِ اللَّفْظَةَ انتھی۔

غرض روایت عاصم کو صحیح بتلایا ابن حزم و ابن قطان و دار قطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے' البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (کلمۂ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ) میں کلام ہے جس کی تحقیق



عنقریب آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کس قدر علماء سے ثابت ہو گئی۔ امام مسلم و امام بخاری و یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہو چکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دار قطنی ابن قطان سے' نیز امام احمد حنبل زیلعی ابن حجر سے تو اب ثابت ہو گئی۔ پھر سب مل کر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجائش ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیسا کہ معترض نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں۔ امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے' کلام کی ہے' نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے' نہ کہ بوجہ عاصم کے۔ فَانْدَفَعَ الشُّبْهَةَ مِنْ اَصْلِهَا)

دوسرا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں (دیکھا میں نے اس کتاب عبداللہ بن ادریس کو جو روایت ہے عاصم بن کلیب سے۔ اس میں کلمۂ "ثُمَّ لَمْ یَعُدْ" نہ تھا۔ یعنی یہ وہم سفیان کا ہے جو کہ اصل حدیث میں موجود نہیں۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہے۔

جواب اس شبہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہیں بتلایا' اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی' لہٰذا ثقہ ہونے میں عاصم کے کوئی خدشہ نہیں' البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہے کہ کتاب میں کلمہ (ثُمَّ لَمْ یَعُدْ) موجود نہیں اور روایت زبانی میں موجود ہے۔ اس کا جواب اول یہ ہے کہ اس وقت میں یہ عادت تھی کہ استاد کی خدمت میں حدیث سن کر گھر آ کر اس حدیث کو قلم بند کرتے تھے' استاد کی کتاب سے کوئی نقل نہیں کرتا تھا' الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ امام ترمذی "کتاب العلل" میں لکھتے ہیں:

' لِاَنَّ اَکْثَرَ مَنْ مَّضٰی مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یَکْتُبُوْنَ وَ مَنْ کَتَبَ مِنْهُمْ اِنَّمَا کَانَ یَکْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السِّمَاعِ

بس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا۔ سو ابن ادریس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن ادریس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہے سو تقریب میں سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے:

حَافِظٌ، فَقِيْهٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ مِّنْ رُؤُسِ الطَّبْقَةِ السَّابِعَةِ

اور عبداللہ بن ادریس کو لکھا ہے:

ثِقَةٌ فَقِيْهٌ مِّنَ الثَّانِيَةِ

پس غور درکار ہے کہ ابن ادریس کو سفیان سے کیا مناسبت ہے۔ سفیان کی نسبت حَافِظٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ رُؤُسُ الطَّبْقَةِ چار کلمات ایسے ضبط و اتقان کے ہیں کہ ابن ادریس کے حق میں ایک کلمہ بھی مثل اس کے نہیں تو ایسی اَحْفَظُ وَ حُجَّه و امام کا حفظ (صد گونہ تحریر ابن ادریس ثقہ" پر غالب ہونا ضرور ہے، چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہٰذا تحریر ابن ادریس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام حجہ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ آئمۂ حدیث کے ہے، اور یہ شبہ از سر تا پا مقلوع اور مدفوع ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادہ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہو) بلاشبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے "شرح نخبہ" میں مُصَرِّحًا لکھ دیا۔ کما سَيَجِئُ اور یہاں زیادتی سفیان کا روایت ابن ادریس کی منافی نہیں کیونکہ ابن ادریس کی یہ روایت ہے:

اِفْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ

پس سوائے رفع یدین تحریمہ کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ سکوت ہے، نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی، اور سفیان نے تحریمہ کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کی نفی کی "ان کا نفی کرنا اور ابن ادریس کا سکوت کرنا" ہرگز باہم منافی نہیں، بلکہ مزید علیہ اپنے حال سابق پر ہے۔ مُنَافَاةِ مَزِيْد کے یہ معنے ہیں کہ مبدل یا نافی



مزید علیہ کی ہو۔ چنانچہ "شرح نخبة الفكر" میں ہے:

وَ زِيَادَةُ رَاوِيْهِمَا اَيِ الصَّحِيْحُ وَ الْحَسَنُ مَقْبُوْلَةٌ مَا لَمْ تَقَعْ مُنَافِيَةٌ لِّرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِمَّنْ لَّمْ يَذْكُرْ تِلْكَ الزِّيَادَةِ لِاَنَّ الزِّيَادَةَ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ لَا تُنَافِيْ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ رِوَايَةِ مَنْ لَّمْ يَذْكُرْهَا فَهٰذِهٖ تُقْبَلُ مُطْلَقًا لِاَنَّهَا فِيْ حُكْمِ الْحَدِيْثِ الْمُسْتَقِلِّ الَّذِيْ يَتَفَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ وَ لَا يَرْوِيْهِ عَنْ شَيْخِهٖ غَيْرُهٗ وَ اَمَّا تَكُوْنَ مُنَافِيَةً بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنْ قُبُوْلِهَا رَدُّ الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى فَهٰذِهِ الَّتِيْ تَقَعُ التَّرْجِيْحُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ مُعَارِضِهَا فَيُقْبَلُ الرَّاجِحُ وَ يُرَدُّ الْمَرْجُوْحُ انتهى۔

پس غور و انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ اس میں حاجت ترجیح ہے۔ لہٰذا کتابت کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (یہ خدشہ ہی بے اصل ہے جو ہرگز التفات کے لائق نہیں)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلوں میں بھول ہو گئی۔ مثلاً مسئلہ اَخْذُ رُكْبَتَيْن (رکوع میں) اور معوذتین کے قرآن شریف میں داخل نہ ہونے میں، اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل میں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ تمام روایات ان کی جو "صحیحین" اور "سنن اربعہ" میں بکثرت موجود ہیں، وہ سب سہو و نسیان پر محمول ہو جائیں۔ "بخاری شریف" میں ہے، حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَ سَمْتًا وَ هَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا۔

ترجمہ: "تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وقار، میانہ روی اور طریقہ سیدھ میں البتہ ابن ام عبد کا (یعنی عبداللہ بن مسعود) ہے، اس وقت سے کہ نکلتا ہے وہ اپنے گھر سے اس وقت تک کہ لوٹتا ہے گھر کی طرف، ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھر والوں میں جب کہ تنہا ہوتا ہے"۔ (انتھی)

اور "ترمذی شریف" میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے:

وَ تَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

یعنی جو عبداللہ بن مسعود دین کے احکام بتلائیں، ان پر عمل کرو اور "روایت حذیفہ" میں اس طرح ہے:

مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔

جو کچھ عبداللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کریں، اس کو سچا جانو اور اکمال فی اسماء الرجال میں ہے:

فَكَانَ مِنْ خَوَاصِّهٖ وَ كَانَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ سِوَاكِهٖ وَ نَعْلَيْهِ وَ طُهُوْرِهٖ فِى السَّفَرِ هَاجَرَ اِلَى الْحَبَشَةِ وَ شَهِدَ بَدْرًا ثُمَّ مَا بَعْدَهَا مِنْ مَّشَاهِدَ وَ شَهِدَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِىْ مَا رَضِىَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَ سَخِطْتُ لَهَا مَا سَخِطَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ"۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِىٌّ وَ مَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

غرض ایسی جلیل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیحہ کی نسبت محض اس وہم ناشی بلادلیل



اور تجویز نفس (سے کہ دو تین مسئلہ ان کے اجماع کے خلاف ہیں) غلطی اور بھول کا حکم لگا دینا اور شہادۃ صحابہ کی ان کی توثیق میں اور حکم فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قول و اخبار کی تصدیق کر لینے میں رد کرنا، خلاف دیانت، غیر مسموع اور داخل سوء ادب اور اتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین میں راوی حدیث رفع یدین ہیں) بہت زیادہ مسائل میں بھول ہوئی۔ اگر یہی وجہ باعث ضعف و ترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجہ اولیٰ ضعیف ہوگی۔ چنانچہ جُلْبُ الْمَنْفِعَةِ فِى الذَّبِّ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْاَرْبَعَةِ میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

(و ہمچنین پنہاں ماند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا، و سنن ابن ماجہ مرقوم است و ہکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب "چنانکہ در سنن ابوداود و غیرہا ست و ہمچنیں حدیث مہر مفوضہ چنانچہ در جامع ترمذی است و حدیث تیمم جنب چنانچہ در ایقاف است و حدیث غسل زن بلاشکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم و حجتہ بالغہ است و حدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین و ایقاف است و حرمت بیع تفاضل در متجانسین وقتیکہ دست بدست باشد" تاآنکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بداں اخبارش نمودہ چنانکہ در صحیح مسلم و شرح وے از نووی است و حدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی اخر العبارہ)

غرض اقریب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کیے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کیے ہیں جن میں بھول ہوئی مگر ان پانچوں میں رفع یدین نہیں اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ میں غلطی ان کی طرف منسوب کر دیتے جب کہ صحاح ستہ اور دیگر آئمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث میں غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں یہ احتمال ظاہر فرما دیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور رواۃ حدیث سے سہو واقع ہوا ہے تو بزعم ان لوگوں کے کسی کی روایت کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ پس صدہا روایات صحاح ساقط الاعتبار ہو جاویں گی وَهُوَ كَمَا تَرَى پس یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

چوتھا شبہ یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے' کیونکہ بعض علماء نے اس پر متروک اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ "اوراق ماسبق" میں پانچوں کتب حدیث کی اسناد بِلَفْظِہٖ نقل کر کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کر دی ہے' جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابوداود' نسائی' ابن ابی شیبہ میں اور موجب شرط صحیح مسلم' مسند امام اعظم اور ترمذی میں۔ اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے' اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہیں۔

پھر اس کو موضوع کہہ دینا غایت درجہ کی ناانصافی ہے' اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا' وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہیں نکالے گا۔ ورنہ یوں خواہ مخواہ موضوع کہہ دینا اور کسی راوی اسناد کو وَاضِعِیْن سے نہ ثابت کرنا' محض ہٹ دھرمی اور بے جا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہہ دیا۔ مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ احادیث ابوداؤد کو اور ۳۰ احادیث ترمذی کو اور ۱۰ احادیث نسائی کو اور ۳۰ احادیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہیں)



موضوع لکھ دیا ہے' حالانکہ ان میں سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہیں۔ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین رسالہ "تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" کے آخر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا آخِرُ مَا اَوْرَدْتُهٗ فِیْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُتَعَقِّبَةِ الَّتِیْ لَا سَبِیْلَ اِلٰی اِدْرَاجِهَا فِیْ سِلْكِ الْمَوْضُوْعَاتِ وَعِدَّتُهَا نَحْوُ ثَلٰثِمِائَةٍ۔

البتہ ابعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بتلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہیں کیا اور اس امر کا جواب گزر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہیں۔ سب راوی اس کے موثق ہیں' بوجہ ضعف رواۃ کسی معتبر محدث نے اس کو ضعیف نہیں کہا' بلکہ بوجہ زیادہ لفظ ثم لا یعود کے کلام کیا ہے۔ سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ ان ہی آئمہ کے) ثابت ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور نہ کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی ہے۔ پس ایسی کلام قابل التفات کے نہیں ہے' اور یہ کلام غیر مسموع بھی (طریق عاصم میں ہے) نہ کہ طریق ابراہیم نخعی میں کہ اس میں کسی کو کوئی بحث نہیں۔

نواب صاحب بھوپال باوجود اس وسعت نظر و غلو کے "مسک الختام" میں روایت امام کا یہ خال لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بمواجہ امام اعظم بیان کیا' اس کے سوا رافعین کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرہ مبشرہ موجود ہیں جن کی راویان راوی امام اعظم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ عبارت بلفظہ "مسک الختام" کی یہ ہے:

واما مناظرہ اوزاعی و ابوحنیفہ و احتجاج اوزاعی بسند عالی و احتجاج امام بفقہ راوی پس منظور فیہ است زیرا کہ احادیث رفع را نہ ہمیں یک طریق است کہ اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان ولے عشرہ مبشرہ اند و ایشان بے شک و شبہ افقہ اند از تنہا راویان حدیث ابوحنیفہ و بیان آن خواہد آمد (انتہی)

پس بزعم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین میں اگرچہ راویان حدیث رفع یدین افقہ بہ نسبت رواۃ امام کے ہوں مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔ باقی تحقیق اس امر کی کہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا؟ رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہیں، عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے واسطے حدیث عبداللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کردیا اور بے کھٹکے صاف لکھ دیا کہ ملا علی قاری رسالہ "موضوعات کبیر" میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ حالانکہ امر برعکس ہے۔ یعنی ملا علی قاری ان بعض کے قول کو نقل کرکے تردید کرتے ہیں جنہوں نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔ عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے:

قُلْتُ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَخْرَجَهُ النِّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بِسَنَدِهِمَا فَمَا نَقَلَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ غَيْرَ ضَائِرٍ بَعْدَ مَا ثَبَتَ بِالطُّرُقِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا وَمُنَاظَرَةُ الْاَوْزَاعِيِّ مَعَ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَشْهُوْرَةٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ اَنَّ عَلِيًّا رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ انتهى مختصرا۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی نے، پھر ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سند سے اخراج حدیث کیا، پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مضر نہیں، پس جب کہ ثابت ہوا اس طریق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور



مناظرہ امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے اور طحاوی نے اولاً اس کے بعد بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اس طرح روایت کیا، جو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں، پھر نہیں اٹھائے، اور طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھا کر پھر نہیں اٹھائے۔ انتہی مختصرا۔

یہاں تک طریق اسناد حدیث عبداللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے ان کے جوابات مذکور ہوگئے۔ اب حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع مالہ وماعلیہ کے بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں ابوداؤد میں حدیث براء بن عازب اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا شَرِيْكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، دونوں ہاتھ کانوں کے نزدیک تک پہنچاتے، پھر نہ اٹھاتے۔ (انتہی)

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابوجعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں۔ کما فی التقریب، صفحہ ۲۲۲)

دوسرے راوی شریک ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے:

صَدُوْقٌ يُخْطِئُ كَثِيْرًا، تَغَيَّرَ حِفْظُهُ مُنْذُ وُلِّيَ الْقَضَاءَ بِالْكُوْفَةِ وَكَانَ عَادِلًا، فَاضِلًا، عَابِدًا، شَدِيْدًا عَلٰى اَهْلِ الْبِدَعِ ("تقریب" صفحہ ۲۸۰)

ہرچند "تقریب" میں ان کے تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونے کا ذکر کیا گیا مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہیں اور امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے اخذ روایت

کیا' خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ ثِقَةٌ، یَغْلَطُ، وَ قَالَ الْعَجْلُ ثِقَةٌ وَ قَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ ثِقَةٌ سَیِّئُ الْحِفْظِ۔(انتہی)

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہیں' ان کی نسبت "تقریب" میں یہ لکھا ہے۔

یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ الْهَاشِمِیُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوْفِیُّ ضَعِیْفٌ كَبِرَ فَتَغَیَّرَ صَارَ یَتَلَقَّنُ انتہی اور خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ یُكْتَبُ حَدِیْثُهٗ وَ قَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّیْنِ الذَّهَبِیُّ هُوَ صَدُوْقٌ رَدِیُّ الْحِفْظِ وَ قَالَ فِیْ هَامِشِهٖ عَنِ التَّهْذِیْبِ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ یُكْتَبُ حَدِیْثُهٗ وَ قَالَ اَبُوْ دَاؤُدَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَكَ حَدِیْثَهٗ وَ غَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ۔(انتہی)

امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے روایت کی ہے۔ مسلم اور سنن اربعہ کے یہ راوی ہیں۔

چوتھے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ان کی نسبت "تقریب" میں لکھا ہے۔ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی الْاَنْصَارِیُّ الْمَدَنِیُّ ثُمَّ الْكُوْفِیُّ ثِقَةٌ مِّنَ الثَّانِیَةِ صحاح ستہ کے یہ راوی ہیں' غرض اس اسناد میں براء بن عازب تک چار راوی ہیں جن میں دو راوی یعنی محمد بن الصباح اور ابن ابی لیلیٰ ہر شش اصول کے راوی ہیں' جن کی توثیق میں کسی کو کلام نہیں۔ تیسرے راوی شریک ہیں۔ ان کا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت میں شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخاری وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثُمَّ لَا یَعُوْدُ) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہیں اور دیگر روایت بھی اس زیادہ کو یزید سے روایت کرتے ہیں جس کا ذکر آتا ہے' پس شریک اس زیادہ میں متفرد نہیں۔ لہٰذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے۔



قَالَ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِهٖ قَالَ الشَّیْخُ فِی الْاِمَامِ وَ اُعْتَرِضَ عَلَیْهِ بِاُمُوْرٍ اَحَدُهَا اِنْكَارُ هٰذِهِ الزِّیَادَةِ عَلٰی شَرِیْكٍ وَ زَعَمُوْا اَنَّ جَمَاعَةً رَوَوْهُ عَنْ یَزِیْدَ لَمْ یَذْكُرُوْا فِیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ قَالَ الشَّیْخُ وَ قَدْ تُوْبِعَ شَرِیْكٌ عَلَیْهَا كَمَا اَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ زَكَرِیَّا۔

(انتہی)

پس جب کہ شریک کے تابع اس زیادہ میں موجود ہیں تو یہ زیادہ خطاء شریک نہیں ہو سکتی۔ پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہو گئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیادہ ہیں' ان کی توثیق بھی پہلے گزر چکی کہ حافظ شمس الدین ذہبی اور ابن ابی عدی اور ابوداؤد ان کو صدوق کہتے ہیں اور مسلم نے ان کو اصحاب الدق والستر میں رکھا ہے۔

قَالَ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِهٖ قَالَ الشَّیْخُ وَ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ مَعْدُوْدٌ فِیْ اَهْلِ الصِّدْقِ ذَكَرَ اَبُو الْحَارِثِ الْفَرْوِیُّ قَالَ اَبُو الْحَسْرَةِ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ جَیِّدُ الْحَدِیْثِ وَ ذَكَرَ مُسْلِمٌ فِیْ خُطْبَةِ كِتَابِهٖ صِنْفًا فَقَالَ اِنَّ السِّتْرَ وَ الصِّدْقَ وَ تَعَاطِی الْعِلْمِ یَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ ۔(انتہی)

"تقریب میں جو ضعیف بتلایا باعتبار آخر حال کے بتلایا' مگر یزید کا ثقہ ہونا بذاتہ ثابت ہے کہ رجال مسلم و ابوداؤد سے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابوداؤد نے جو اپنی سنن میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدوں کلمہ "ثُمَّ لَا یَعُوْدُ" کے روایت کیا ہے' اور کہا ہے کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہیں کیا تھا' پھر کوفہ میں اس کو زیادہ کیا ہے' اور اس حدیث کو یزید سے ہشیم و خالد و ابن ادریس نے نقل کیا ہے' مگر یہ کلمہ نقل نہیں کیا۔ تو یہ قول ابوداود کا اس زیادہ پر جرح نہیں لاتا جب کہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے' کیونکہ یہ کلمہ مبائن اور

مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں۔ اس واسطے کہ اصل میں رفع عند التحریمہ کو ذکر کیا ہے اور
رفع، عدم رفع عند الرکوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا، بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ میں
عدم رفع سے کوئی مخالفت و مبائنت رفع عند التحریمہ کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ پس ایسی زیادہ
غیر مخالف ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر لکھا گیا

وَ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ مُقَدِّمَتِهٖ وَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ
مِنَ الْفُقَهَاءِ وَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فِیْمَا حَکَاهُ الْخَطِیْبُ
اَبُوْبَکْرٍ اَنَّ الزِّیَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ اِذَا انْفَرَدَ بِهَا سَوَاءٌ
کَانَ ذَالِکَ مِنْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ بِاَنَّ رَوَاهُ نَاقِصًا مَرَّةً وَ رَوَاهُ
اُخْرٰی وَ فِیْهِ تِلْکَ الزِّیَادَةُ اَوْ کَانَتِ الزِّیَادَةُ مِنْ غَیْرِ مَنْ
رَّوَاهُ نَاقِصًا۔ (انتہی)

پس یزید ثقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضر صحت کو نہیں ہوتا۔
کما تقرر فی الاصول لہٰذا اس عبارت ابوداؤد کو بظاہر المعنی محل طعن حدیث میں ذکر
کرنا مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں۔

قَالَ الْعَیْنِیُّ وَ اَمَّا یَزِیْدُ فِیْ نَفْسِهٖ فَهُوَ ثِقَةٌ جَائِزُ
الْحَدِیْثِ وَ قَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ هُوَ وَ اِنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ
لِتَغَیُّرِهٖ فَهُوَ مَقْبُوْلُ الْقَوْلِ عَدْلٌ ثِقَةٌ وَ قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ لَا
اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَکَ حَدِیْثَهٗ وَ غَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ وَ قَالَ ابْنُ
مُعِیْنٍ فِیْ کِتَابِ الثِّقَاتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ یَزِیْدُ ثِقَةٌ وَ
لَا یُعْجِبُنِیْ قَوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ وَ خَرَجَ حَدِیْثَهٗ ابْنُ
خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَ قَالَ السَّاجِیُّ صَدُوْقٌ وَ کَذَا قَالَ
ابْنُ حَبَّانَ وَخَرَجَ حَدِیثه ابْنُ خُزَیْمَہ فی صَحِیْحِهٖ وَ قَالَ
الساجی صدوق وَ کَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَ خَرَجَ مُسْلِمٌ
حَدِیْثَهٗ وَ تَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ فَاِذَا کَانَ حَالُهٗ کَذَالِکَ



جَازَ اَنْ یَّحْمِلَ عَلٰی اَنَّهٗ حَدَّثَ بِبَعْضِ الْحَدِیْثِ تَارَةً وَ
بِجُمْلَتِهٖ اُخْرٰی اَوْ یَکُوْنَ قَدْ نَسِیَ اَوَّلًا ثُمَّ ذَکَرَ۔ (انتہی)

الحاصل سفیان کی یہ کلام منقولہ ابوداؤد موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ
سے نہیں ہے اور علی ہذا ہشیم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابوداؤد
نے کہا، اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں موافق قاعدہ مذکور کے، چہ جائیکہ خود ہشیم کا
روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو مع دیگر جماعت حفاظ کے۔

قَالَ الْعَیْنِیُّ یُعَارِضُ قَوْلَ اَبُوْدَاؤُدَ قَوْلُ ابْنِ عَدِیٍّ فِی
الْکَامِلِ رَوَاهُ هُشَیْمٌ وَ شَرِیْکٌ وَ جَمَاعَةٌ مَّعَهُمَا عَنْ یَزِیْدَ
وَ قَالُوْا فِیْهِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ
بْنِ زَکَرِیَّا وَ نَحْوِهٖ اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الْخِلَافِیَاتِ مِنْ
طَرِیْقِ نَضْرِ بْنِ شُمَیْلٍ عَنْ اِسْرَائِیْلَ بْنِ یُوْنُسَ بْنِ اِسْحَاقَ
عَنْ یَزِیْدَ بِلَفْظِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَذْوَ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَ اَخْرَجَهُ
الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ
حَدَّثَنَا حَمْزَةُ الزَّیَّاتِ کَذَالِکَ۔ (انتہی)

اب واضح ہو گیا کہ یہ عبارت ابوداؤد نہ موجب جرح حدیث ہے اور نہ حسب قاعدہ
محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع
الیدین" میں جو قول سفیان بن عُیَیْنَہ نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے، وہ یہ ہے
کہ سفیان کہتے ہیں جب یزید بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے ان کو لفظ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ تلقین کر دیا
تھا۔ لہٰذا یزید "قول ثم لم یعد" کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہے:

قَالَ سُفْیَانُ لَمَّا کَبِرَ الشَّیْخُ لَقَّنُوْهُ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ فَقَالَ
ثُمَّ لَمْ یَعُدْ (انتہی)

اور تخریج زیلعی میں اس قول سفیان کو حازمی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت
کرتے تھے اور ثُمَّ لَا یَعُوْدُ نہیں کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب

کوفہ میں گئے تو سنا کہ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ زیادہ کرنے لگے، لوگوں نے تلقین کردیا انہوں نے قبول
کرلیا اور بیہقی سے تخریج میں دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم تلامذہ یزید مثل سفیان و شعبہ و ہشیم
و زہیر وغیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ میں اختلاط ہو گیا
تھا روایت کرتے ہیں۔ عبارت تخریج زیلعی یہ ہے:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ يُرْوِیْ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَ لَا يَقُوْلُ فِيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ثُمَّ دَخَلْتَ الْكُوْفَةَ فَرَاَيْتُهُ يُرْوِيْهِ وَ قَدْ زَادَ فِيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ لَقِنُوْهُ فَتَلَقَّنَ انتهى قَالَ الْبَيْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ وَ يَدُلُّ عَلٰی اَنَّهُ تَلَقَّنَهَا اِنَّ اَصْحَابَهُ الْقُدَمَاء لَمْ يَاثِرُوْهَا عَنْهُ مِثْلَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ شُعْبَةَ وَ هُشَيْمٍ وَ زُهَيْرٍ وَ غَيْرِهِمْ وَ اِنَّمَا اَتٰی بِهَا عَنْهُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ بِاٰخِرِهٖ وَ كَانَ قَدْ تَغَيَّرَ وَ اخْتَلَطَ۔ (انتهى)

اور حافظ ابن حجر تلخیص زیلعی میں سفیان کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ سَمِعْتُهُ يَزِيْدَ فِيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ لَقِنُوْهُ (انتهى)

بہرحال زیادہ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہیں۔ اس کا جواب علماء
حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لَا يَعُوْدُ روایت نہیں کرتے
تھے۔ کوفہ میں جاکر بیان کیا گو مسلم، مگر یہ امر موجب جرح نہیں۔ كَمَا مَرَّ اور یہ کہنا کہ بعد
تغیر کے تلقین ہوئی، غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے، نہ کہ تحقیق، یقین
سے وہ خود فرماتے ہیں فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ لَقِنُوْهُ الخ اور اس پر کوئی حجت، بجز اس کے نہیں
کہ اول بیان نہ کیا، کوفہ میں بیان کیا، سو یہ دلیل تلقین کی نہیں، بلکہ حسب قاعدہ محدثین ایسی
زیادت مقبول ہے۔ كَمَا مَضٰی اور ابن عدی نے کامل میں ہشیم کے واسطہ سے زیادت
ثُمَّ لَا يَعُوْدُ کو روایت کر کے بتلادیا قدماء اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے



اور یہ زیادت اختلاط کے بعد نہیں، بلکہ ابتدا سے ہے اور نہ یہ زیادت تلقین ہے، بلکہ محفوظ
روایت یزید کی ہے اور اس روایت ہشیم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے:

قَالَ اَحْمَدُ ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی يُرٰی اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِی الصَّلٰوةِ (الخ) (من كشف الرين)

(ترجمہ) "حضرت بن عازب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں
انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے، پھر آپ نماز میں (تکبیر تحریمہ) کے
علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے"۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اس پر بائن، قول ابن
عیینہ خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے، کہ یزید بن ابی زیاد موثوق اور اس کی
روایت مقبول و معمول ہے، کوئی غبار اس پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ و لی
التوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابوداؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا، الفاظ
اس کے یہ ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انا وَكِيْعُ ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰی عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰی عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ

"حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کی ابتداء میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) اٹھائے پھر نہیں اٹھائے حتی کہ نماز سے پھر گئے"۔

اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ رفع الیدین میں اس طرح بیان کی ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَ رَوٰی وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰى وَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ۔

اس طریق اسناد میں جو ابوداؤد اور رسالہ "رفع الیدین" بخاری سے نقل کیا گیا ہے، امام ابوداود فرماتے ہیں (هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہو چکا، کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے، کیونکہ ہشیم نے (جو تلمیذ قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اس کو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلیٰ کے ہے) ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس سند سے تقویت و تائید اول حدیث مراد ہے، نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ كَمَا فِیْ اُصُوْلِ الْحَدِيْثِ اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نسبت یہ شبہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلیٰ نے بیان کی، اپنے حافظہ سے بیان کی، اور ابن ابی لیلیٰ کی کتاب سے جو روایت کرتے ہیں اس میں اس کو بواسطہ یزید روایت کرتے ہیں، پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تلقین پر ٹھہرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ نے، پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے:

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَ اِنَّمَا رَوٰی ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى هٰذَا مِنْ حِفْظِهٖ فَاَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى مِنْ كِتَابِهٖ فَاِنَّمَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ يَزِيْدَ فَرَجَعَ الْحَدِيْثُ اِلٰى تَلْقِيْنِ يَزِيْدَ وَ الْمَحْفُوْظُ مَا رَوٰی عَنْهُ الثَّوْرِیُّ وَ شُعْبَةُ وَ



ابْنُ عُيَيْنَةَ قَدِيْمًا۔

جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے، پھر تائید کی صلاحیت نہیں رکھتی، سو یہ مدفوع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلیٰ صدوق و جائز الحدیث ہے اور جس نے ان کو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر میں بعد قضا) لاحق ہوا تھا، لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسیٰ ابن ابی لیلیٰ سے اور عیسیٰ اپنے والد عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں، علی ہذا محمد کا حکم سے اور حکم کا عبدالرحمن سے روایت کرنا بلا تردد ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر محمد، عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیسا کہ یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قدح اس کے حق میں ہو سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وکیع نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے اخذ کیا ہو، تو ایسی حالت میں اس میں احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہے کہ جس کا انجبار بھی سہل ہے اور تائید کا حصول تو اس سے خود موافق قواعد اصول کے ہے:

قَالَ فِیْ خُلَاصَةِ التَّهْذِيْبِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَاضِی الْكُوْفَةِ وَ اَحَدُ الْاَعْلَامِ عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰى وَ الشَّعْبِیِّ وَ عَطَاءٍ وَ نَافِعٍ وَ عَنْهُ شُعْبَةُ وَ سُفْيَانُ وَ وَكِيْعٌ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ مَحَلُّهُ الصِّدْقُ شُغِلَ بِالْقَضَاءِ فَسَاءَ حِفْظُهٗ قَالَ الْعِجْلِیُّ كَانَ فَقِيْهًا صَاحِبَ السُّنَّةِ جَائِزَ الْحَدِيْثِ۔

اور تقریب میں ان کو صدوق سیئی الحفظ کہا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے:

صُدُوْقٌ اِمَامٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ وَ قَدْ وُثِّقَ رَوٰی عَنْهُ الشَّعْبِیُّ وَ عَطَاءٌ وَ الْحَكَمُ

اگرچہ تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہے مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہے فقط، پس جب کہ محمد کا صدوق موثوق، جائز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے

راوی ہونا محقق ہے تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی عیسیٰ اور حکم سے موجود ہے اور بسبب اس کے کہ سوء حفظ ان کو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے' تو اخذ وکیع کا اس حدیث کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے' تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال صحت کا رکھتی ہے' اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہے تو ایسے موقعہ میں اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہے تو رفع اس کا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب (شیوخ سے اثبات روایت کا مسلم کرتے ہیں کہ احیانا ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیانا دوسرے کا۔ چنانچہ بخاری نے روایت قتادہ کا اضطراب اس طرح دفع کیا ہے' ترمذی کے باب مَا يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ میں لکھا ہے:

حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فِيْ اِسْنَادِهٖ اِضْطِرَابٌ اِلٰى اَنْ قَالَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ قَتَادَةُ رَوٰى عَنْهُمَا جَمِيْعًا

دیکھو قتادہ کے اضطراب کو کہ کبھی نضر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور کبھی زید بن ارقم سے' اس طرح رفع کر دیا کہ دونوں سے احتمال روایت ہو سکتا ہے' اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہے ان کی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے:

ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِى الصَّلٰوةِ

ترجمہ: کہا براء بن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر فرماتے' رفع یدین کرتے' یہاں تک کہ ہم دیکھتے دونوں انگوٹھے کانوں کے نزدیک' پھر اس نماز میں نہ اٹھاتے' اس روایت میں شریک راوی کے بجائے ہشیم ہے کہ راوی یزید کا قبل تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اس کا ہو چکا۔



اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے:

ثنا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ وَعِيْسٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ۔

ترجمہ بدستور سابق ہے' اور موافق روایت ابوداؤد و رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری سب رجال اس کے ثقہ ہیں اور امام طحاوی نے شرح "معانی الاثار" میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا اَبُوْ بَكْرَةَ ثنا سُفْيَانُ ثنا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ ("طحاوی" صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ بدستور' وایضا۔

فِيْهِ ثنا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ ثنا عُمَرُ بْنُ عَوْنٍ نا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مثلہ' وایضا'

فِيْهِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى ثنا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

اور روایت کیا اس حدیث براء بن عازب کو کئی طرق سے دار قطنی نے اور عبد الرزاق نے جامع میں۔ بخیال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ہم

نے اس جگہ چار حدیث کی کتابوں اور ایک رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری علیہ الرحمہ سے حدیث براء بن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض طرق کے بعض رواۃ ضعیف بھی ہیں مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوۃ ہو سکتی ہے۔ كَمَا هُوَ ثَابِتٌ فِي أُصُوْلِ الْحَدِيْثِ

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء بن عازب کی حدیث عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید و تقویۃ کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ کما "تخریج زیلعی" میں:

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامِ فَيَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الْمَرْوَةِ وَحِيْنَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَالْمَقَامَيْنِ وَحِيْنَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ۔

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ "رفع یدین" میں اس طرح روایت کی ہے:

وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَعِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ۔ جب نماز شروع کرے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے



اور جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو اور جب لوگوں کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے وقوف کرے اور مزدلفہ میں اور دونوں مقاموں میں وقت رمی جمرہ کے۔

اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں تعلیقاً اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفاً بھی منقول ہے اور مرفوعاً بھی۔ ہرچند اس روایت پر آئمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اس کو نقل کیا ہے کچھ حرج نہیں۔ ثبوت اصلی مدعا کا دو حدیث سابقاً ذکر کر دیا گیا ہے، اور یہ محض تائید کی غرض سے منقول ہوئی ہے۔

تاہم حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ وارد کیے ہیں، ان کا مختصر جواب دیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہیں سنا مگر چار حدیثیں، اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں۔ لہٰذا مرسل ہے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہرچند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو، مگر امام مالک، امام اعظم، امام احمد بن حنبل وغیرہم کے نزدیک حجت ہے، پس مرسل ہونا ان کی دلیل کو کمزور نہیں کرتا۔ شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيْفَةَ وَأَحْمَدَ وَأَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُحْتَجُّ بِهِ۔

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے رفع یدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہیں۔ تاکہ عدم رفع کے معارض ہو، ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع یدین بھی کیا ہو۔ جمہور طرفین، رافعین اور مانعین وجود رفع یا عدم وجوب رفع کے قائل نہیں۔ پس کوئی امر معارض ثابت نہ ہوا، اور یہ جواب مسلمات رافعین سے ہے، کیونکہ جب بروایت مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر سے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا، تو رافعین نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ مسک الختام میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

و جوابش آنست که این اعتراض وقتے بر ما
وارد شود که ابن عمر را راوی وجوب رفع گوئیم
حالانکه این نمی گوئیم زیرا که مجاہد حکایت
فعل ابن عمر کرده و فعل را عموم نیست چه وے
نگفته که ابن عمر گاہی دست نمے بر داشت بلکه
حکایت نمازی مخصوص کرده

تیسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ وکیع کی حدیث بلکہ کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی هذه المواطن) موجود نہیں اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے استسقا اور دعا وغیرہا میں بھی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث میں ثابت نہ ہوا تو جیسے ان مقامات مذکورہ میں رفع کرے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلاشبہ حصر حقیقی مراد نہیں تاکہ تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہے اور جب نماز میں سے بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنی افتتاح نماز ہی میں رفع کرنے کا ذکر کیا تو اس سے دیگر مقامات رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت کی نفی یقیناً پائے گی۔ کیونکہ نماز جس کا ادا کرنا پانچ مرتبہ رات دن میں فرض ہے۔ اس کے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک ہی رکعت میں اور ہر رکعت میں کرنا پا ہو ایک جگہ تو بتلا دینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف قیاس ہے اور عادات مجتہدین صحابہ سے بمراحل دور ہے، ظاہر تو یہی امر ہے۔ آئندہ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

چوتھا شبہ مصنف "تنویر العینین" نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ قول ابن عباس ہے۔

جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ ہر دو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت ہے جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا:



فَلَا وَجْهَ لِعَدَمِ كَوْنِهِ مَرْفُوْعًا ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو، تو وہ حکم مرفوع کا رکھتا ہے۔ كَمَا هُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کی جاتی ہے۔ کما رسالہ "کشف الرین" میں:

عُبَادُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَاتِ اَيْضًا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْحَافِظُ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيٰى عَنْ عُبَادِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيْ شَيْئٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

ترجمہ: روایت ہے عباد بن الزبیر سے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے شروع نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اٹھاتے۔

اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق العید نے کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ یہ کہا ہے کہ عباد بن زبیر صحابی نہیں، بلکہ تابعی ہیں، لہٰذا یہ حدیث مرسل ہوئی، متصل نہ رہی۔

جواب اس کا علامہ محمد ہاشم سندی نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل حنفیوں کے نزدیک مقبول ہے۔ خصوصاً مرسل قرون ثلاثہ، پھر جب کہ تائید کی گئی ہو اور احادیث سے، اقوال مرسل حنفیوں ہی کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہا کے نزدیک حجت ہیں، پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہیں۔ کما مر۔

### تنبیہ

یہاں تک پانچ احادیث کہ جن میں ایک مرسل ہے اور چار متصل، مرفوع ہیں۔ چار

صحابہ (عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئیں۔ علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتیں منقول ہوئیں۔ خود امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں اِن چاروں کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان میں سے موضوع نہیں کہا، اور نہ کسی راوی کو متہم بالکذب یا مستور الحال فرمایا۔ البتہ حسب قاعدہ فن حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی، جس کو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ سے اٹھا دیا ہے، خصوصاً حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا، جو منصف طبیعت ہیں، وہ خود انصاف کر کے دل میں فیصلہ کر لیں۔

## آثار صحابہ

اثر ابن عمر، امام محمد رحمتہ اللہ علیہ "موطا" میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ فِىْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةِ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا سِوَاى ذَالِكَ۔

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کانوں تک اول تکبیر پر شروع نماز میں اور اس کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

اور امام طحاوی "شرح معانی الاثار" میں حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق اسناد سے نقل کرتے ہیں۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاؤُدَ قَالَ ثنا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثنا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر کے، پس نہیں اٹھاتے تھے



ہاتھ مگر نماز کے پہلی تکبیر میں"۔

اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رسالہ "رفع الیدین" میں نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہیں۔ ایک یہ کہ مجاہد سے لیث نے نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے کہ جس نے حدیث مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے میں نقل کی اس کا حافظہ آخر میں متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ کہ طاؤس اور سالم اور نافع اور ابا الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہم نے کہا ہے (کہ دیکھا ہم نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولیٰ اور رکوع کیے۔ عبارت امام ممدوح کے رسالہ کی یہ ہے:

وَالَّذِىْ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَأَيْتُ بْنَ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ شَيْئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِى التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فَقَدْ خُوْلِفَ فِىْ ذَالِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ وَكِيْعٌ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ صَبِيْحٍ قَالَ رَئَيْتُ مُجَاهِدًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهٰذَا اَحْفَظُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ صَدَقَتُهُ اِنَّ الَّذِىْ يَرْوِىْ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِىْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرَةِ كَانَ صَاحِبُهُ فَقَدْ تَغَيَّرَ بِاٰخِرِهٖ وَالَّذِىْ رَوَاهُ الرَّبِيْعُ وَلَيْثٌ اَوْلٰى مَعَ اَنَّ طَاؤُسًا وَسَالِمًا وَنَافِعًا وَاَبَا الزُّبَيْرِ وَمُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ وَغَيْرَهُمْ قَالُوْا رَأَيْنَا ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ۔

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا ثابت ہو تو یہ امر ان کے واسطے سے، روایت عدم رفع کو کمزور نہیں کرتا جیساکہ امام مالک

حضرت ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہے) حدیث رفع یدین کی روایت کرتے ہیں اور موافق مشہور روایت خود اس کے عامل نہیں۔ کما سیجئی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن المجاہد متغیر الحافظہ ثابت ہوا جس سے یہ اسناد کمزور ہو گئی، تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا اس کو قوی کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بے شک رفع یدین کرنا نقل کیا مگر مداومت اس عمل کی نہیں کی۔ اسی طرح مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہو گا جس کو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد میں رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کر دیا ہو گا جس کو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے روایت کیا ہے۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوخیت رفع یدین کا قرینہ ہے:

حَیْثُ قَالَ فِی الطَّحَاوِیْ فَاِنْ قَالَ فَاِنَّ طَاؤُسًا قَدْ ذَکَرَاَنَّہٗ رَاٰی ابْنَ عُمَرَ یَفْعَلُ مَا یُوَافِقُ مَا رُوِیَ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِکَ قِیْلَ لَھُمْ فَقَدْ ذَکَرَ ذَالِکَ طَاؤُسُ وَ قَدْ خَالَفَہٗ مُجَاھِدٌ فَقَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ ابْنَ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَاٰہُ طَاؤُسُ یَفْعَلُہٗ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ عِنْدَہٗ الْحُجَّۃَ بِنَسْخِہٖ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَہٗ الْحُجَّۃُ بِنَسْخِہٖ وَ تَرَکَہٗ وَ فَعَلَ مَا ذَکَرَہٗ عَنْہُ مُجَاھِدٌ۔ ھٰکَذَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّحْمَلَ مَا رُوِیَ عَنْھُمْ وَ یَنْفِیْ عَنْہُ الْوَھْمُ حَتّٰی یَتَحَقَّقَ ذَالِکَ وَاِلَّا سَقَطَ اَکْثَرُ الرِّوَایَاتِ۔

## اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ



عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبِ الْجَرْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَفَعَ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْمَا سِوَای ذَالِکَ۔

ترجمہ: روایت ہے کلیب بن شہاب تابعی سے، کہا دیکھا میں نے علی بن ابی طالب کو، اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ تکبیر اولیٰ میں فرض نماز سے اور نہیں اٹھاتے تھے سوائے اس کے"۔

اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

فَاِنَّ اَبَابَکْرَۃَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثنا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ ثنا اَبُوْبَکْرِ النَّھْشَلِیْ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔

ترجمہ: تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اول تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

"تخریج زیلعی" میں لکھا ہے کہ یہ اثر صحیح ہے اور دار قطنی نے بھی اس اثر کی موقوفا تصویب کی ہے، البتہ مرفوع ہونے میں کلام کی ہے۔

ان دونوں اسنادوں پر رافعین کی جانب سے اگر یہ شبہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم پر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے تو جواب اس کا مفصلاً گزر چکا کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم اور سنن اربعہ سے ہیں۔ امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے اخذ کیا ہے۔

تنبیہ: امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور امام مالک کے علم حدیث میں شاگرد، امام شافعی کے استاد، امام احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب مصفی میں شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہیں:

و از مجتهدین شافعی و محمد بن الحسن بلا واسطه و احمد عن عبدالرحمن بن مهدی و جماعات عنه و

ابویوسف عن رجل عنہ) نوائد البہیہ میں ہے و طلب الحدیث و
سمع عن مسعر و مالک والاوزاعی و الثوری) شرح موطا میں فاضل
لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پڑھنا بحوالہ کتب شافعیہ مثلاً "تہذیب
الاسماء نووی' ولسان المیزان ابن حجر" وغیرہ سے ثابت کر کے اس کی تکذیب کر دی ہے جو
"منہاج السنۃ" میں علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور جس کو حضرات غیر مقلدین
شائع کرتے ہیں۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اس کے قوی ہونے پر دلالت کرتا
ہے' اگرچہ بعض راوی اس کے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہوں مگر اس سے فی
الواقع ضعیف ہونا ان کا لازم نہیں آتا۔ مثلاً امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام
بخاری نے معتمد خیال نہیں کیا۔ ان مشائخ کے واسطہ سے جس قدر احادیث امام مسلم نے
روایت کیں امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن
کو امام مسلم نے معتبر نہیں سمجھا اور ان سے جو روایت امام نے لیں' امام مسلم کے نزدیک لائق
حجت نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فیما بین
محدثین علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

وشیخ جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ گفتہ ازین
جهت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از
ششصد و بست و پنج (۶۲۵) کس از شیوخ کہ
احتجاج نہ کرد باحادیث ایشان امام بخاری
رحمتہ اللہ علیہ و امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ
بر آورد احادیث چار صدوسی و چار (۴۳۴) تن از
مشائخ کہ اعتبار نہ کرد احادیث ایشان را امام
مسلم' شیخ محی الدین نووی رحمتہ اللہ علیہ
فرمود کہ ہمیں سبب یعنے اطلاع بعضے بر
احوال رواہ و عدم اطلاع بعضے غالبتر است در



وقوع اختلاف از صحت احادیث چنانچہ باشد
در راویان حدیث نہ آنکہ اختلاف باشد در
تحقیق شروط در و مانند ابو الزبیر مکی یا
سہل بن ابی الصلاح یا علاء بن عبدالرحمن یا
حماد بن سلمہ کہ مسلم ایشان را وثوق کردہ
برخلاف بخاری (ازیں وجہ دریں قسم حدیث
گفتہ میشود کہ ھذا صحیح علی شرط مسلم و
لیس بصحیح علی شرط البخاری وہمیں است
حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمہ مولی ابن
عباس رضی اللہ عنہما و اسحاق بن محمد
فروی بفتح فا و سکون را و عمر بن مرزوق و غیر
ایشان بخلاف مسلم کہ اخراج حدیث ایشان نہ
کردہ' انتہی فافہم۔

اس جگہ یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً رکوع و سجود رفع
یدین کرنا جو مروی ہے وہ اس کے معارض ہے) جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمتہ اللہ
تعالیٰ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر وہ حدیث مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت
کرنے کے ترک رفع کرنا ان کے نزدیک نسخ ہو جانے کی دلیل ہے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

فَإِنَّ عَلِيًّا لَمْ تَكُنْ يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَرْفَعُ ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَهُ إِلَّا وَ قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ
الرَّفْعِ۔

اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین"
میں اور اسناد پر کوئی جرح نہیں کی مگر باعتبار قاعدہ معارضہ نفی و اثبات' اثبات کو ترجیح دی ہے
اور اس کی تحقیق آگے آئے گی' انشاء اللہ تعالیٰ۔

## اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہیں

وَقَدْ رُوِیَ مِثْلَ ذَالِکَ اَیْضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ وَقَالَ ثنا الْحِمَّانِیْ قَالَ ثنا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْجُبْرِ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَكْبِیْرَةٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ قَالَ رَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَالشَّعْبِیَّ یَفْعَلَانِ ذَالِكَ

ترجمہ "روایت ہے اسود سے' کہا دیکھا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں' پھر نہ اٹھاتے' کہا راوی نے' دیکھا میں نے ابراہیم اور شعبی کو کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے (یعنی تکبیر اولی کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور تائید کردی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن ابی شیبہ نے' الفاظ اس کے یہ ہیں"

ثنا ابْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْجُبْرِ عَنْ زُبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

ترجمہ "کہا اسود نے تمام نماز پڑھی میں نے ساتھ' عمر بن الخطاب کے' پس نہ اٹھائے انہوں نے دونوں ہاتھ کسی موقع نماز میں' مگر اس وقت جبکہ شروع کیا نماز کو اور دار قطنی میں بھی اس اثر کو روایت کیا ہے' اثر ہذا کی صحت اسناد کا دارومدار حسن بن عیاش پر ہے' اور حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سے ہیں)

تقریب میں ہے:



اَلْحَسَنُ بْنُ عَیَّاشٍ بِتَحْتَانِیَّةٍ ثُمَّ مُعْجَمَةٌ ابْنُ سَالِمِ الْاَسَدِیُّ اَبُوْ مُحَمَّدِنِ الْكُوْفِیُّ اَخُوْ اَبُوْ بَكْرِ الْمُقْرِیِّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّامِنَةِ

اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ لِاَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَیَّاشٍ وَاِنْ كَانَ هٰذَا الْحَدِیْثُ اِنَّمَا دَارَ عَلَیْهِ فَاِنَّهٗ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ ذَالِكَ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ وَغَیْرُهٗ

اس کے بعد فرماتے ہیں

اَفَتَرٰی عُمَرَ الْخَطَّابَ خَفِیَ عَلَیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَعَلِمَ ذَالِكَ مَنْ دُوْنَهٗ وَمَنْ هُوَ مَعَهٗ یَرَاهُ یَفْعَلُ غَیْرَ مَا رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثُمَّ لَا یُنْكِرُ ذَالِكَ عَلَیْهِ هٰذَا عِنْدَنَا مُحَالٌ وَفِعْلُ عُمَرَ هٰذَا وَتَرْكُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهُ عَلٰی ذَالِكَ دَلِیْلٌ صَحِیْحٌ اَنَّ ذَالِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ خِلَافُهٗ

ترجمہ "کیا تو دیکھتا ہے (اے مخاطب) اس امر کو کہ پوشیدہ رہے عمر بن الخطاب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ میں اور دوسروں کو معلوم ہو جائے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا کرتے دیکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا' پھر منع نہ کریں' یہ امر ہمارے نزدیک محال ہے) غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا اور صحابہ کا اس پر انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ (یعنی رکوع و سجود میں رفع یدین نہ کرنا) حق ہے' کسی کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں

## اثر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دار قطنی میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثنا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْخَيَّاطَ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيْسٰى بْنِ اَبِىْ حَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اَبِىْ اِسْرَائِيْلَ نا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِىْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ، پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے شروع نماز میں (اس روایت دار قطنی کے اسناد میں محمد بن جابر واقع ہے جس کو ضعیف کیا بعض علماء نے، اور جن بعض نے ان کی حدیث کو بے دلیل موضوع کہہ دیا یہ تحکم بحث ہے، محمد بن جابر وضاعین سے نہیں (توثیق کی ان کی اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت کی ان سے شعبہ، ثوری، ابن عُیَیْنَہ وغیرہم نے، اور یہ محمد بن جابر رواۃ ابو داؤد، ابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا ہے، چنانچہ "فتح القدیر" میں ہے۔

وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِىُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاعْتَرَفَ الدَّارَقُطْنِىُّ



تَصْوِيْبَ اِرْسَالِ اِبْرَاهِيْمَ اِيَّاهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَتَضْعِيْفَ ابْنِ جَابِرٍ وَقَوْلُ الْحَاكِمِ فِيْهِ (اَحْسَنُ مَا قِيْلَ فِيْهِ اِنَّهُ يَسْرِقُ الْحَدِيْثَ مِنْ كُلِّ مَنْ يُذَاكِرُهُ) مَمْنُوْعٌ قَالَ الشَّيْخُ فِى الْاِمَامِ الْعِلْمُ اَلْعِلْمُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ مُتَعَذِّرٌ وَ اَحْسَنَ مِنْ ذَالِكَ قَوْلَ ابْنِ عَدِيٍّ كَانَ اِسْحَاقُ بْنُ اِسْرَائِيْلَ يُفَضِّلُ مُحَمَّدَ بْنَ جَابِرٍ عَلٰى جَمَاعَةٍ هُمْ اَفْضَلُ مِنْهُ وَاَوْثَقُ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ مِنَ الْكِبَارِ اَيُّوْبُ وَابْنُ عَوْنٍ وَهِشَامُ ابْنُ غَسَّانَ وَالثَّوْرِىُّ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمْ وَلَوْلَا اَنَّهُ فِى الْمَحَلِّ الرَّفِيْعِ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ هٰؤُلَاءِ۔

اور تخریج زیلعی میں ہے۔

اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِىُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ سُنَنِهِمَا وَابْنُ عَدِيٍّ فِى الْكَامِلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا، یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ ہیں، اور اگر اس تضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جائے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں، شاہد (گواہ) اس کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اس کا شاہد ہے، کما مر۔

## اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ شَيْئٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِىْ اِفْتِتَاحِ

الصَّلٰوۃِ

ترجمہ "روایت ہے ابراہیم سے کہ عبداللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریمہ کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثور روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ

اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نخعی نے بلاواسطہ عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا' جیسا کہ اسناد میں ہے۔ جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نخعی کسی اسناد کو عبداللہ بن مسعود سے مرسل نہیں کرتے تھے' مگر عبداللہ بن مسعود سے اس روایت کے متواتر ہونے کے بعد سے' چنانچہ ایک مرتبہ اعمش نے ابراہیم سے کہا' جب تم میری حدیث بیان کرو' اس کی پوری اسناد ذکر کرو' ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے کہوں کہ عبداللہ نے ایسا کہا اس وقت کہوں گا جب ایک جماعت نے عبداللہ سے میرے سامنے روایت کی ہوگی اور جب میں یہ کہوں گا کہ فلاں شخص نے عبداللہ سے روایت کی' تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا ہوگا' عبارت بلفظہ امام کی یہ ہے۔

فَاِنْ قَالُوْا مَاذَکَرْتُمُوْهُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ غَیْرُ مُتَّصِلٍ قِیْلَ لَهُمْ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ اِذَا اَرْسَلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ لَمْ یُرْسِلْهُ اِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهٖ عِنْدَهٗ وَتَوَاتُرِ الرِّوَایَةِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْاَعْمَشُ اِذَا حَدَّثْتَنِیْ فَاَسْنِدْ فَقَالَ اِذَا قُلْتُ لَکَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْ ذَالِکَ حَتّٰی حَدَّثَنِیْهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاِذَا قُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فَهُوَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ حَدَّثَنَا بِذَالِکَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ شَکَّ اَبُوْ جَعْفَرٍ



عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِذَالِکَ۔

اب چند آثار وہ ذکر کیے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل القدر صحابہ و تابعین سے روایت کی گئی ہیں' اگرچہ بعض ان کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اس واسطے اب جدا جدا ترجمہ کرنا لاحاصل سمجھ کر عبارت بلفظہ نقل کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرَةِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُهُمَا ۝ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُطَّابَ النَّهْشَلِیِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ۝ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَیْنٌ وَمُغِیْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا کَبَّرْتَ فِیْ فَاتِحَةِ الصَّلٰوۃِ فَارْفَعْ یَدَیْکَ ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِیْمَا بَقِیَ ۝ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَلِیٍّ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلَّا فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ قَالَ وَکِیْعٌ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ۝ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ وَمُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ لَا تَرْفَعْ یَدَیْکَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِی الْاِفْتِتَاحَةِ الْاُوْلٰی ۝ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ خَیْثَمَةَ وَاِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَا لَا یَرْفَعَانِ اَیْدِیَهُمَا اِلَّا فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ ۝ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ کَانَ قَیْسٌ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اَوَّلَ مَا یَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُهُمَا ۝ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْجُهَنِیِّ قَالَ کَانَ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی یَرْفَعُ یَدَیْهِ اَوَّلَ

شَيْئٍ اِذَا كَبَّرَ ○ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ ○
حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ
اَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ اَيْدِيَهُمَا اِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُوْدَانِ ○
حَدَّثَنَا ابْنُ اٰدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
الْجُبْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ
صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا
حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ
وَاِبْرَاهِيْمَ وَاَبَا اِسْحَاقَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا حِيْنَ
يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ ۔

یہ گیارہ اثر ہیں منجملہ گیارہ کے تین اثر صحابی۔ عمرؓ و ابن عمرؓ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں' اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کے لئے ثبوت مدعا اعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شبہات ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل زبان عوام اور موجب سوء ظنی نسبت علماء کرام ہیں۔

شبہ اول: یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع مثبت اور احادیث عدم رفع نافی ہیں اس واسطے احادیث رفع راجح اور احادیث عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہٰذا علم ابن مسعود اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والوں' پانچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کما مر۔ علامہ محمد ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

اَلثَّانِيْ اِنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ قُلْنَا نَعَمْ لٰكِنْ



اِنَّمَا ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنِ النَّفْيُ مِمَّا يُحِيْطُ بِهٖ عِلْمُ الرَّاوِيْ
فَاِنْ كَانَ يُحِيْطُ بِهٖ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيْهِ فَالْاِثْبَاتُ
وَالنَّفْيُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْاِسْلَامِ مُلَازِمًا لِصُحْبَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهٗ اِلَّا
نَادِرًا حَتّٰى كَانَ يُظَنُّ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِيْ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَكَيْفَ لَا يُحِيْطُ عِلْمُهٗ بِهٰذَا النَّفْيِ

دوسرا جواب: یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبارت سکون سے ہے) اور رفع یدین مراد عدم سکون سے ہے' فلذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدمی ہے' اگر لفظ عدمی سے سکون فی الصلوۃ کو تعبیر کر دیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدمی ہو جائے' دلیل ہماری اس دعویٰ کی نص شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوہ جس سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہو گیا' اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے عدمی ہونا یعنی عدم سکون کہلانا ثابت ہوا۔ فَانْقَلَبَ الْمُدَّعِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هٰذَا

ف دوسرا شبہ: یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبداللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں اور امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب: اس شبہ کا علامہ محمد ہاشم سندھی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو روات صحیحین کے ہیں' وہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور

سے دعویٰ بلادلیل ہے۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسر نے شرح تحریر میں۔ عبارت بلفظہٖ علامہ موصوف کی یہ ہے۔

قُلْنَا اَحَادِيْثُ النَّفْيِ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْهِمَا اِلَّا اَنَّ بَعْضَهَا ثَابِتٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ الْهُمَّامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اِنَّ الْقَوْلَ بِكَوْنِ مَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ رَاجِحًا عَلٰى مَارُوِيَ بِرِجَالِهِمَا فِيْ غَيْرِهِمَا اَيْ فِيْ غَيْرِ الصَّحِيْحَيْنِ اِذَا تَحَقَّقَ فِيْهِ شَرْطُهُمَا اَيِ الصَّحِيْحَيْنِ بَعْدَ ثِقَةِ اِمَامِهٖ وَصِحَّةِ الْمَخْرَجِ تَحَكُّمٌ اِنْتَهٰى وَقَالَ صَاحِبُ التَّيْسِيْرِ شَرْحُ التَّحْرِيْرِ وَهُوَ اَيِ التَّحَكُّمُ اَمْرٌ ظَاهِرٌ انتهى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری) مگر حدیث صحیح اور بہت سی احادیث صحیحہ میں نے چھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے' چنانچہ محدث دہلوی مقدمہ مشکوۃ میں نقل فرماتے ہیں

اَلْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ عِنْدَهُمَا وَعَلٰى شَرْطِهِمَا اَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهُمَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا قَالَ الْبُخَارِيُّ مَا اَوْرَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا اِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الصِّحَاحِ وَقَالَ مُسْلِمٌ اَلَّذِيْ اَوْرَدْتُّ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ انتهى

غرض اجب امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر در صورت "جید ہونے اسناد کے" انکار صحت کرنے کی اور بے دلیل



حکم مرجوحیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جائے کہ احادیث صحیحین بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہا کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں' تب بھی اس سے ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے صحیح اور قوی سمجھ کر عمل کیا ہے کیونکہ ان مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ تابعین تھے' مابین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قدر وسائط ہیں وہ سب تابعین ہیں۔ غرض ایہ حضرات خیر القرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارع علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان دین مصنفین صحاح ستہ خیر القرون کے بعد ہیں فاین ھذا من ذالک۔

امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّا نَعْلَمُ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ وَاَتْبَاعَهٗ عَارَضُوا الْاَحَادِيْثَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَتَبَّعُوْا وَتَحَفَّظُوْا مِنْهُمْ فَمَا اعْتَمَدُوْهُ وَاسْنَدُوْهُ بِاعْتِبَارِ الرِّوَايَاتِ وَالْاَسْنَادِ فَمَقْبُوْلٌ وَمَضْبُوْطٌ لِقُرْبِهِمْ زَمَانَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ بِخِلَافِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لِاَنَّهُمَا بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثِ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَهَا مُخْتَلِفَةَ الْاَحْوَالِ وَظَهَرَ كَثِيْرًا فِيْهِمَا اٰثَارُ الْفِسْقِ وَالْكِذْبِ فَعَلٰى مَنِ اعْتَمَدَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَتَمَسَّكُوْا بِهَا اَخَذُوْا الْحَدِيْثَ مِنْهُمْ۔

حاصل کلام یہ ہے جن بعض روات کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے سن کر ضعیف کہا یا قوی بتلایا ان بعض کو بوجہ ہمعصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلاواسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا' اگر ثقہ سمجھا' روایت کو لیا ورنہ ترک کیا۔

فَشَتَّانَ مَنْ رَّاَى رَاْيَ الْعَيْنِ وَبَيْنَ مَنْ سَمِعَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِوَاسِطَتَيْنِ۔

تیسرا شبہ: رافعین کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے، لہٰذا وہ راجح اور یہ قلیل مرجوح ہیں۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اس کے مقابل نے دس گواہ پیش کر دیئے، تو یہ دس گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جائے گا یا کسی حکم میں ایک آیت موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیت پر ترجیح نہیں ہوگی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ السِّنْدِيُّ فِيْ كَشْفِ الرَّيْنِ ثُمَّ اَنَّهٗ رَجَّحَ الشَّافِعِيَّةُ الْقَائِلُوْنَ بِالرَّفْعِ اَحَادِيْثُ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ لِوُجُوْهٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَحَادِيْثَ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ اَكْثَرُ مِنْ اَحَادِيْثِ نَفْيِ الرَّفْعِ وَلَا عِبْرَةَ بِالْقَلِيْلِ فِيْ جَنْبِ الْكَثِيْرِ قُلْنَا لَيْسَ كَذَالِكَ بَلْ لَا يُرَجَّحُ بِالْكَثْرَةِ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَلِهٰذَا قَالُوْا لَا يُرَجَّحُ بِكَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فَلَوْ اَقَامَ مُدَّعٍ وَّاحِدٌ شَاهِدَيْنِ وَاٰخَرُ عَشَرَ شُهُوْدًا فَصَاعِدًا فَكِلَاهُمَا سَوَاءٌ كَذَا الْحُكْمُ الْوَارِدُ فِي الْاٰيَةِ وَالْاٰيَتَيْنِ وَالْخَبَرُ الْمَرْوِيُّ عَنْ نَّبِيٍّ وَّاحِدٍ نَبِيَّيْنِ وَعَنْ هٰذَا قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اَنَّهٗ بَطَلَ التَّرْجِيْحُ لِاَحَدِ الْحُكْمَيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ بِكَثْرَةِ الْاَدِلَّةِ اِنْتَهٰى۔

چوتھا شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے چار امام ہیں، منجملہ ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے عامل ہیں، امام شافعی اور امام



احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے عامل ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸)

قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ لَا يُسْتَحَبُّ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَهُوَ اَشْهَرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ مَّالِكٍ

پانچواں شبہ: رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں، پھر اس کے راجح اور عدم رفع یدین کے مرجوح ہونے میں کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام ممدوح نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا، لکھا، مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس، اسود نخعی تابعی جو سب محدثین صحاح ستہ وغیرہم کے نزدیک حفظ و اتقان اور ثقاہت و عدالت میں "مسلم الثبوت" امام ہیں، وہ اسی طرح اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اجلہ تابعین سے پہنچا عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ موطا امام محمد میں اثر ابراہیم نخعی اس طرح پر ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اُدْرِيْ لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَّا ذَالِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ۔

ترجمہ: "روایت ہے حصین بن عبدالرحمٰن سے کہا' داخل ہوا میں عمر بن مرہ کے ہمراہ ابراہیم نخعی کے پاس' کہا عمر نے' بیان کیا میرے سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے' پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ابراہیم نے کہا' میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن' پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہو ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے' سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت)

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَلَا اَصْحَابُہٗ اَیْ وَلَا سَائِرُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُہٗ اَیْ ھٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَیْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا کَانُوْا اَیِ الصَّحَابَۃُ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ اَیِ التَّحْرِیْمَۃَ فَقَطْ وَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ دَعْوَی الْاِجْمَاعِ انتھی۔

اور انہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دار قطنی وغیرہ نے' اسناد اس کی صحیح ہے' کوئی راوی مجروح نہیں ہے' چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی' البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا (کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہوگا جس کو وائل نے دیکھا) ابراہیم کا گمان ہے' عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَقَالَ وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّہٗ ذُکِرَلَہٗ



حَدِیْثُ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لَعَلَّہٗ کَانَ فَعَلَہٗ مَرَّۃً وَھٰذَا ظَنٌّ مِّنْہُ

اور ایسا ہی ابوبکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا' وہ کہتے' میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے' عبارت بلفظہ یہ ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِیْ بْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ فَقِیْھًا قَطُّ یَفْعَلُہٗ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا "سخت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے" نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو' ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تارکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نخعی وغیرہم کو تارکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ مشرب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے' لہٰذا امام ممدوح کس طرح تارکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ بدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کہتا ہو) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احیاناً و عدم رفع احیاناً پھر رفع یدین کو محتمل النسخ باقتداء فعل و قول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جان کر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلائیں گے' جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر سخت جرح واقع ہوگی۔ امام کے رسالہ کا شروع اس طرح پر ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ

الْبُخَارِیُ اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ رَفْعَ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔

اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرمانا ہوتا تو اس طرح فرماتے

اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ لَّا یَرْفَعُ الْاَیْدِیَ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ

اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۲ رسالہ ہذا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت کہے، اس نے صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن کیا، کما مر غیر مقلدین زمانے نے کم استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنے سمجھ کر جملہ مقلدین حنفیہ و مالکیہ کے ساتھ جو کہ اہل السنۃ والجماعۃ میں دو ثلث سے زیادہ ہیں۔ بدظنی پیدا کرلی۔

ھَدَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَفْتَحُ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ

علاوہ ازیں، بعض علماء سلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شرعا ان کے نزدیک محقق ہو جائے اس میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مقابل فی الواقع اس کے مصداق ہوں گے بشرطیکہ ثقاہت و عدالت ان گروہ مقابل کی (ائمہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ میں) مسلم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں بحث حدیث عنعنہ پر امام بخاری و ابن المدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِی الْحَدِیْثِ مِنْ اَھْلِ عَصْرِنَا فِیْ تَصْحِیْحِ الْاَسَانِیْدِ وَسَقِیْمِھَا بِقَوْلٍ لَوْ اَضْرَبْنَا عَنْ حِکَایَتِہٖ وَذِکْرِ فَسَادِہٖ صَفْحًا لَکَانَ رَأْیًا مَتِیْنًا وَمَذْھَبًا صَحِیْحًا اِذِ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰی لِاِمَاتَتِہٖ وَاِخْمَالِ ذِکْرِ قَائِلِہٖ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا یَکُوْنَ تَنْبِیْھًا لِّلْجُھَّالِ عَلَیْہِ اِلٰی اٰخِرِ الْعِبَارَۃِ

ترجمہ "اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتحلے الحدیث (یعنی جو حدیث نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ



اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنی ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور مذہب صحیح ہو اس واسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جہال سے پوشیدہ ہی رہے۔) اس کے بعد امام نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فافہم وتدبر

اب ہم یہاں سے وجوہات ترجیح عمل برا حادیث عدم رفع یدین بیان کرتے ہیں۔

وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیث رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر "دقیق" اول حدث کا مرجوح ہونا اور حدیث ثان کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے سامنے یہ حدیث سنائی یعنی پہلے جتلا دیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے معمولی طور پر روایت فرمائی۔ طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ثانیاً اس واسطے کہ راوی حدیث یعنی عبداللہ بن عمر سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جیدہ سے ثابت ہے کما مر اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد روایان حدیث عدم رفع اسود اور علقمہ اور ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنی رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو روایان حدیث رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے، وہ رفع یدین کے عامل نہیں ہوئے، کَمَا مَرَّ مِنْ اَشْھَرِ الرِّوَایَاتِ مِنْہُ۔

رابعاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود افقہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمر کے جیسا کہ مناظرہ امام اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اس واسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں باتفاق اکثر علماء عمل کیا گیا، یہاں تک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعوے اجماع کے قریب ہیں (یعنی

کہا)

فَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

فَمَا سَمِعْتُهُ اَيْ هٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَيْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانُوْا اَيْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ اَيْ لِلتَّحْرِيْمَةِ فَقَطْ فَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْاِجْمَاعِ

خلاصہ حضرت ابراہیم نخعی کا اثر یہ ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا' اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعویٰ اجماع کے ہے اور ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کما نص من الطحاوی۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے تھے' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں کرتے' مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر مانتے ہیں' مگر ساتھ ہی یہ خدشہ فرماتے ہیں کہ زمانہ تابعین میں کسی امر مسنون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر خفض اور رفع پر تکبیر کہنا اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مسک الختام میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

ونیز گویند که رفع در قرن صحابه شهرت نداشت وبسیارے از صحابه آنرا نمی کردند جز یں نیست که بعضے از ایشاں احیانا میکردند چنانکه قول میمون بابن عباس که



نه دیدم ہیچ یکے را که نماز گذارد" چنانکه ابن زبیر گذارد" دلالت می کند براں۔ پس اگر ایں سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابه آں رامستبعد می نمود وجوابش آنست که لازم نمی آید از ندیدن میمون ہیچ یکے را رافع کننده منع رفع زیرا که وے صحبت کبار صحابه ندریافته وروایت وی از ایشاں ثابت نه شده غایته باقی الباب آنکه غرابت اں فعل در قرن تابعین ثابت شود ودر خفائے سنت دریں قرن ہیچ استبعاد نیست۔

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں' بلکہ ابراہیم جیسے جلیل القدر تابعی بھی اس امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خفا ثابت ہوا جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے "تو اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا؟ ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہی" وہذا خلاف المسلم۔ علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا "حدیث رفع یدین کا مشہور نہ ہونا ثابت ہو گیا۔

لِاَنَّ الْمَشْهُوْرَ مَا اشْتَهَرَ فِي الْقَرْنِ الثَّانِيْ

حالانکہ رافعین مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التنویر وغیرہ" ترمذی شریف میں امام ترمذی حدیث عبداللہ بن مسعود لانے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے

اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گذر چکے جن سے اس قدر اجلہ علماء تابعین کا رفع یدین کو ترک کر دینا باسانید صحیحہ ثابت ہوا۔ امام شعبی' ابراہیم نخعی' اصحاب علی کرم اللہ وجہہ' اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حنیشبمہ' قیس' ابن ابی لیلیٰ' اسود' علقمہ' پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری' وکیع بن الجراح' اور تمام کوفہ بالاجماع اور اعلم علماء مدینہ منورہ یعنی امام مالک' کما شرح موطا امام محمد میں۔

وَوَافَقَهُ فِيْ عَدَمِ الرَّفْعِ الْأَمْرَةَ الثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَسَائِرُ فُقَهَاءِ الْكُوْفَةِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَصْحَابِهِ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِّنَ الْأَمْصَارِ تَرَكُوْا بِإِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ إِلَّا أَهْلَ الْكُوْفَةِ وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَةُ فِيْهِ عَنْ مَالِكٍ فَمَرَّةً قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ وَعَلَيْهِ جُمْهُوْرُ أَصْحَابِهِ وَهٰذَا اٰخِرُ الْكَلَامِ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْاِخْتِتَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَحَبِيْبِهِ سَيِّدِ الْأَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ